تدوین۔لغوی واصطلاحی معنی

ڈاکٹرعظمت رباب

Dr. Azmat Rubab

Associate Professor, Department of Urdu,
Lahore College For Women University, Lahore.

پروفیسرڈاکٹرمحمدخاں اشرف

Prof. Dr. Muhammad Khan Ashraf

Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Urdu "Tadveen e Matn" is a branch of Urdu Literary Research "which encompasses a large body of knowledge based on the Islamic traditions of Tadveen. However, unfortunately,this subject was not a part of the curriculum and syllabus of colleges and universities of the country until recently. Most of the literature concerningTadveen e Matn presently available is either controversial or of obtusenature.

اردو ادب میں تدوینِ متن کی روایت تقریباً ایک صدی پر محیط ہے تاہم پاکستان کی جامعات میں اس وقت اس علم نے زیادہ رواج پایا جب ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے ریسرچ کلچر کو فروغ دینے کے لیے نئی جامعات کے قیام کی منظوری دی اور کالجز کو جامعات کا درجہ دیا گیا۔ جو کورسز پہلے ایم اے کی سطح پر پڑھائے جا رہے تھے ان میں نئے کورسز کا اضافہ کیا گیا تو تدوینِ متن جو کہ تحقیق ہی کے ایک حصے کے طور پر پڑھایا جاتا تھا اب اسے ایک الگ کورس کے طور پر شامل کیا گیا اور تقریباً سبھی جامعات میں اردو ادب اور دیگر زبانوں میں اسے متعارف کرایا گیا۔

تدوینِ متن کی ترکیب دو الفاظ پر مشتمل ہے۔ تدوین اور متن۔ تدوین عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ دَوَّنَ ہے۔

عربی لغت ''المنجد'' میں دَوَّنَ اور تَدَوَّنَ کے درج ذیل معنی دیے گئے ہیں:

دَوَّنَ الدِّیوان: رجسٹر بنانا، رجسٹر میں نام درج کرنا

تَدَوَّنَ: مالدار ہونا، رجسٹر میں درج ہونا(۱)

عربی لغت ''القاموس الوحید'' میں اس کے درج ذیل معنی درج کیے گئے ہیں:

دَوَّنَ الدِّیوان: رجسٹر بنانا، دفتر قائم کرنا، دیوان (مجموعۂ اشعار تیار کرنا

دَوَّنَ الشی: مدون کرنا، درج کرنا، قلم بند کرنا، نوٹ کرنا

دَوَّنَ الکُتُبَ: مطاوع دَوَّنَ، درج ہونا، مرتب ہونا، مدون ہونا، اکٹھا ہونا، مکمل طور پر مستغنی ہونا، مال دار ہو بے فکر ہونا۔(۲)

''فرہنگِ عامرہ'' اور ''علمی اردو لغت'' میں تدوین کے معنی جمع کرنا، تالیف کرنا، مرتب کرنا، ترتیب و انتخاب اور تالیف وترتیب دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد خاں اشرف نے اپنے مضمون ''اصطلاحات۔ تدوینِ متن'' میں تدوین کے درج ذیل معنی درج کیے ہیں: ''تدوین۔ تَ دوِی ن، جمع کرنا، جوڑنا۔ فنِ تحقیق کی شاخ، مختلف نسخوں اور مخطوطات کے ذریعے ''درست متن'' کی تیاری۔''(۳)

تدوینِ متن کے نظریاتی مباحث پر مشتمل جو کتب اہم اور معروف ہیں ان میں درج ذیل شامل ہیں:

۱۔ ڈاکٹر خلیق انجم، متنی تنقید

۲۔ ڈاکٹر تنویر احمد علوی، اصولِ تحقیق وترتیبِ متن

۳۔ ڈاکٹر گیان چند جین، تحقیق کا فن (ایک باب ''تدوینِ متن'' کے عنوان سے ہے)

۴۔ پروفیسر نذیر احمد، تصحیح وتحقیقِ متن

5. S.M.Katre, An Introduction to Indian Textual Criticism

ڈاکٹر خلیق انجم تدوین کے لیے ''متنی تنقید'' کی ترکیب استعمال کرتے ہیں۔ انھوں نے یہ اصطلاح انگریزی ترکیب CriticismTextual سے براہِ راست ترجمہ کی ہے۔ وہ تنقیدِ متن سے تدوینِ متن کا مکمل علم مراد لیتے ہیں۔ تنقید کا شعبہ اور علم الگ ہے جس کی حدود اور دائرہ کار تدوین سے مختلف ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے کاترے سے یہ اصطلاح اخذ کی ہے جن کی کتاب میں زیادہ تر سنسکرت متون کی تدوین کے حوالے سے مباحث شامل ہیں۔ اردو اور ہندی و سنسکرت متون کی تدوین کی روایت اور پس منظر مختلف ہے۔ ہندی و سنسکرت متون کے مختلف خطی نسخوں میں روایات مختلف ہیں لہٰذا ان کی تدوین کرتے ہوئے متن کی جانچ پرکھ خطوں اور علاقوں کی شجرہ بندی کر کے کی جاتی ہے لہٰذا اس پس منظر میں سنسکرت متون کے لیے تو متنی تنقید کی اصطلاح درست ہوسکتی ہے لیکن اردو متون کے لیے نہیں، اس لیے کہ اردو متون کو مُدَوَّن کرنے والے مُدَوِّنین کا پس منظر عربی اور فارسی تدوین کا ہے جس کے مطابق متن کو انشائے مصنف اور منشائے مصنف کے مطابق ترتیب دینا تدوین ہے اور قرآن وحدیث کی تدوین کے کڑے اصول ان کے رہنما ہیں۔

ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے تدوین کے لیے جو اصطلاح استعمال کی ہے وہ ہے ''ترتیبِ متن''، یعنی متن کو ترتیب دینا۔ کسی مخصوص موضوع پر مواد کو جمع کرنا، مخصوص نقطۂ نظر کے مطابق مضامین ترتیب دینا یا تحریروں کو جمع کرنا ترتیب کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر تقسیمِ برصغیر کے موضوع پر لکھے جانے والے افسانے، مشرقی پاکستان کے پس منظر میں لکھے گئے ناول، پریم چند کے نمائندہ افسانے، وہ افسانے جن پر فحش نگاری کے مقدمات چلائے گئے، تحقیق کے موضوع پر جمع شدہ مضامین، اصولِ ترجمہ پر لکھے گئے مضامین وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جن میں مُرَتِّب کا نقطۂ نظر اہم ہوتا ہے جس کے مطابق وہ کسی متن کو جمع کرتا ہے اور انھیں ترتیب دیتا ہے۔ اس میں متن کی صحت کا خیال عام طور پر نہیں رکھا جاتا بلکہ موضوع کے اعتبار سے مضامین کا انتخاب اہم ہوتا ہے جب کہ تدوین ایک مکمل علم ہے جس کی مضبوط روایت اردو ادب میں موجود ہے۔ لہٰذا تدوین کے لیے ترتیب کی اصطلاح سطحی اور

عمومی ہے۔

پروفیسر نذیر احمد اسے تحقیقِ متن اور تصحیحِ متن کا نام دیتے ہیں۔ متن کے مختلف نسخوں کی فراہمی مُدَوِّن کے مدِنظر ہونی چاہیے اور یہ تدوین کے مراحل میں ایک مرحلہ ہے، اس مکمل علم کے لیے محض ایک مرحلے کا عنوان متعین کرنا مناسب نہیں ہے۔ تصحیحِ متن کا کام مُدَوِّن کا نہیں ہوتا، اس لیے کہ تدوین کی اسلامی روایت کے مطابق متن میں تبدیلی، ترمیم یا اضافے کا حق مُدَوِّن کو نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذمہ تو منشائے مصنف کے مطابق انشائے مصنف کی دریافت ہے لہٰذا قیاسی تصحیح بھی وہ محض حاشیے میں کر سکتا ہے وہ بھی ناگزیر صورت میں وگرنہ مصنف کی تحریر میں ردوبدل کرنے کی صورت میں تدوین کا عمل معیاری نہیں سمجھا جاتا۔

محققین نے تدوین کی تعریف اپنے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق کی ہے۔ ذیل میں ان کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

ڈاکٹر خلیق انجم تدوین کے لیے متنی تنقید کی اصطلاح کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''متنی تنقید کا اصل مقصد حتی الامکان متن کو اصل روپ میں دوبارہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس روپ سے مراد وہ روپ ہے جو متن کا مصنف اپنی تحریر کو دینا چاہتا تھا۔'' (۴)

ڈاکٹر خلیق انجم مزید لکھتے ہیں:

> ''جب ہم متن میں کوئی غلطی دیکھتے ہیں اور اس غلطی کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس عمل کو متنی تنقید کہا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں متن کی غلطیاں دریافت کرنے اور اُن غلطیوں کو درست کرنے کے فن کو متنی تنقید کہا جاتا ہے۔'' (۵)

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ متنی تنقید نام ہے اس متن کی بازیافت کا جو مصنف نے لکھا تھا یا لکھنا چاہتا تھا۔ اگر کسی وجہ سے متن میں کچھ غلطیاں راہ پا گئی ہیں تو انھیں درست کرنا متنی نقاد کا کام ہے۔'' (۶)

رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

> ''تدوین کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ متن کو مصنف کے مقصود کے مطابق پیش کیا جائے لیکن اس میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اکثر صورتوں میں، پرانی تحریروں کے سلسلے میں یہ کہنا مشکل ہوتا ہے کہ اولین صورت یا اصل صورت کیا تھی، اس لیے یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ متن کو منشائے مصنف کے مطابق یا اس سے قریب ترین صورت میں پیش کرنا مقصودِ تدوین ہے۔'' (۷)

ڈاکٹر محمد حسن لکھتے ہیں:

> ''اردو میں تحقیق کا سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ تحقیقِ متن اور تصحیحِ متن کا ہے۔ تصحیحِ متن سے میری مراد یہ ہے کہ متداولہ کلیات یا تصانیف میں جو الحاقی یا غیر مستند حصے شامل ہو گئے ہیں ان کی نشاندہی کی جائے اور جو حصے شامل ہونے سے رہ گئے ہیں انھیں شامل کیا جائے۔ تحقیقِ متن سے مراد یہ ہے کہ اصل مصنف نے جس طرح لکھا ہے اسی شکل میں متن کو پیش کر دیا جائے۔'' (۸)

ڈاکٹر عبدالرزاق قریشی پوسٹ گیٹ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''کسی مخطوطہ کو مرتب کرنے کا مقصد محض ایک کتاب کو گم نامی سے نکال کر شائع کر دینا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد مصنف کے اصل افکار، اندازِ تحریر اور زبان تک پہنچنا ہے۔ یعنی ایک صحیح نسخہ تیار کرنا ہے۔ اسی لیے Postgate نے متن کی تصحیح کو انسانی ذہن کی باقاعدہ اور ماہرانہ مشق کہا ہے۔'' (۹)

ڈاکٹر انصار اللہ نظر لکھتے ہیں:

''اردو میں قدیم متون کو نئی ترتیبوں سے آراستہ کر کے شائع کرنا تدوین کہلاتا ہے۔'' (۱۰)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ ایڈیٹنگ جس کے لیے ترتیب کے بجائے تدوین کی اصطلاح مناسب تر ہے، ایک بسیط فن ہے۔ (۱۱)

ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

''تدوینِ متن مختلف نسخوں، شاذ وحید نسخے کا مطالعہ کر کے مصنف کے اصل متن کی بازتشکیل کرنے کو کہتے ہیں۔'' (۱۲)

ڈاکٹر محمد خاں اشرف لکھتے ہیں:

''تدوینِ متن قدیم تحریری صورتوں کی بازیافت اور منشائے مصنف کے مطابق درست متن کا تعین اور قدیم تحریروں کے متون کی تصحیح و تحقیق کا علم و فن، مصنف کی منشا کے مطابق جہاں تک ممکن ہو متن کی اصل صورت کو بحال کرنا۔'' (۱۳)

مندرجہ بالا محققین نے تدوین کے لیے مختلف اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔ اصطلاحات کے اس تنوع کی وجہ یہ ہے کہ ان نقادوں اور محققین کے علم کے ذرائع مختلف ہیں۔ جن کا ماخذ ہندی اور سنسکرت کے متون ہیں انھوں نے اسے تنقیدِ متن یا متنی تنقید کا نام دیا ہے، ان میں ایس۔ ایم۔ کاترے اور ڈاکٹر خلیق انجم شامل ہیں۔ ڈاکٹر تنویر احمد علوی اور دیگر محققین ترتیب کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں جن کا ماخذ انگریزی علوم پر مبنی ہے۔ انگریزی ادب میں متون کی ترتیب و تصحیح کی جاتی ہے جبکہ اردو میں یہ اس وقت ناگزیر ہوتی ہے جب کوئی اور ماخذ دستیاب نہ ہو، اور اسے بھی متن میں شامل کرنے کے بجائے حواشی میں درج کرنے کی روایت ہے یا متن میں قوسین کی صورت میں درج کی جاسکتی ہے۔ اردو میں تدوین کی اپنی روایت ہے جو انگریزی یا سنسکرت سے نہیں بلکہ عربی کے زیرِ اثر وجود میں آئی ہے۔ عربی میں قرآن و حدیث کی روایت، اس کے اصول و معیارات کو اردو تدوین میں مدِنظر رکھا گیا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ اردو میں اسے ''تدوین'' کی اصطلاح سے موسوم کیا جائے جو اس فن کے لیے موزوں ہے۔

ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں کہ تنقید ادبی ہو یا متنی، دونوں سائنس ہیں۔ دونوں کے کچھ اصول اور ضابطے ہیں۔ ادبی تنقید کے اصول زمانے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں جب کہ متنی تنقید کے اصول نہیں بدلتے البتہ اسے زیادہ سے زیادہ سائنٹفک بنانے کے لیے مزید اصولوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ان دونوں کی راہیں کبھی بالکل ایک اور کبھی ایک دوسرے سے بالکل الگ ہوتی ہیں۔ دونوں کا مقصد سچائی کی تلاش ہے۔ دونوں اپنے مواد کی تشریح اور تجزیہ کرتے ہیں لیکن متنی نقاد کو اس سے بحث نہیں کہ جو

متن اس نے تیار کیا ہے وہ دل کش ہے یا غیر دل کش۔ وہ ادبی معیار پر پورا اترتا بھی ہے یا نہیں، متن کی ادبی خوبیاں اور خرابیاں کیا ہیں۔ اگر چہ متنی نقاد کو ادبی تنقیدی صلاحیتوں سے پورا پورا کام لینا ہوتا ہے لیکن پسند یا ناپسند کا اسے حق نہیں۔ مختلف متون کے مقابلے اور قیاسی تصحیح سے جو متن تیار ہوتا ہے اس میں اچھے یا برے کی بنیاد پر تبدیلی کرنے کا حق متنی نقاد کو نہیں۔ (۱۴)

نقاد اپنی تنقید کی بنیاد متن پر رکھتا ہے۔ اگر متن درست نہیں ہوگا تو نقاد کے اخذ کیے گئے نتائج بھی غیر معتبر ہوں گے ایسی صورت میں لسانی مطالعہ بھی بے بنیاد ہوگا۔ وہ متن کے مطالعے سے مصنف کی شخصیت کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ اسلوبِ بیان کی خوبیاں اور خرابیاں اور مصنف کے احساس اور تخیل کا جائزہ لے کر متن کی ادبی قدر و قیمت کا تعین کرتا ہے۔ متعین حقائق سے آ گہی کے بغیر تنقیدی سطح پر نتائج کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر رشید حسن خاں ''ادبی تحقیق۔ مسائل اور تجزیہ'' میں لکھتے ہیں:

> ''نقاد اور محقق دو مختلف راہوں کے راہی ہوتے ہیں۔ نقاد تحقیق کے نتائج کے بغیر بہت سی صورتوں میں اپنا کام انجام نہیں دے سکتا لیکن محقق تنقید کے نتائج سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اس فرق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ظن، قیاس، تعبیر، تاویل اور ذوق؛ یہ سارے اجزا تنقید کے لیے اہم حیثیت رکھتے ہیں، جب کہ تحقیق میں یہ اظہارِ احتمال کے سوا اور کسی کام نہیں آسکتے۔'' (۱۵)

تدوین اور تحقیق کا تعلق

تحقیق اور تدوین دونوں کے دائرہ کار ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف بھی ہیں۔ اگر ایک شخص اچھا محقق ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اچھا مدون بھی ہو۔ اس سے اس کی تحقیقی صلاحیت کی تکذیب نہیں ہوتی۔ البتہ تدوین کرنے والے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ آدابِ تحقیق سے بھی واقف اور آگاہ ہو۔ اس کے بغیر تدوین کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

> ''حواشی، مقدمہ، متن کا زمانۂ تصنیف، مصنف اور اس کے عہد سے متعلق ضروری معلومات، داخلی شواہد کا تعین اور ایسی بہت سی متعلقہ باتیں ہوں گی جن سے ایسا کوئی شخص عہدہ برآ نہیں ہوسکتا جو تحقیق سے کما حقہ آشنا نہ ہو اور طبعاً اس سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔ جو شخص تحقیقی مزاج نہیں رکھتا، وہ تدوین کا کام بھی انجام نہیں دے سکتا۔'' (۱۶)

کچھ عرصہ قبل تک تدوین کی حیثیت تحقیق کے مقابلے میں ثانوی اور ضمنی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ محمود شیرانی کے کارناموں میں تنقیدِ شعر العجم کا جس تعریفی انداز میں ذکر کیا جاتا تھا اُس طرح مجموعہ نغز اور خالق باری کا نہیں کیا جاتا تھا۔ اب اس بات کو تسلیم کیا جا چکا ہے کہ جب تک متون کو اصولِ تدوین کی پابندی کے ساتھ مرتب نہیں کیا جائے گا اُس وقت تک تحقیق و تنقید معیاری نہیں ہوگی اور نہ ہی زبان و ادب کے ارتقا کا سلسلہ سامنے آسکے گا۔ تدوینِ متن کے حوالے سے لسانیات کو بھی مستقل فن کی حیثیت دی جانے لگی ہے اور لسانی جائزوں کی طرف بھی توجہ دی جا رہی ہے۔ یہ لازم ہے کہ صحیح لسانی مطالعے کے لیے متن صحیح ہو۔ اسی طرح ایک مفصل لغت کی ضرورت کا احساس بھی بڑھا ہے۔ یہی صورت حال صرفی اور نحوی مباحث کی ہے۔ اگر متون درست نہ ہوں گے تو ان کے جو درج شدہ حوالے مشہور ہو جائیں گے وہ بھی غلط ہوں گے اور ان کی بنیاد پر کی جانے والی تحقیق اور

تنقید بھی بے بنیاد ہوگی۔ نصابی کتب میں اغلاط کی بھرمار کی یہی وجہ ہے کہ مرتبین اصل مجموعوں کی طرف رجوع کرنے کے بجائے ثانوی ماخذ یا انتخابات پر بھروسا کرتے ہیں۔

ماضی کی بازیافت کا کام تدوینِ متن کی مدد سے ممکن ہے۔ بزرگوں کے کارناموں کو محفوظ رکھنا تدوین ہی کی وجہ سے ممکن ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے قدیم متون کی بازیافت ہی دراصل تدوین ہے۔ یہ سائنسی طریق کار ہے جس کے اصول نہیں بدلتے البتہ اسے زیادہ سائنٹفک بنانے کے لیے مزید اصولوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مدوِن کو اس بات سے غرض نہیں ہونی چاہیے کہ متن دل کش ہے یا غیر دل کش، وہ ادبی معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، متن کی ادبی خوبیاں اور خرابیاں کیا ہیں۔ اسے پسند ناپسند کا حق نہیں۔ مختلف متون کے مقابلے سے جو متن تیار ہوتا ہے اس میں اچھے یا برے کی بنیاد پر تبدیلی کرنے کا حق متنی نقاد کو نہیں۔

تدوین کے ساتھ ساتھ ترتیب اور انتخاب کو بھی بعض اوقات تدوین کے زمرے میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہ اپنے اپنے دائرہ کار میں مختلف ہیں۔ تدوین میں مدوِن مصنف کی منشا کے مطابق متن کی بازیافت کرتا ہے جب کہ ترتیب میں ایک خاص نقطۂ نظر کے مطابق کسی متن کو ترتیب دیا جاتا ہے۔ انتخاب میں دائرہ کار محدود ہو جاتا ہے۔ اس میں مخصوص متن کا انتخاب مخصوص نقطۂ نظر کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح تنقید کا کام کسی فن پارے کی قدر بندی ہے۔ ایک مدوِن متن میں اپنی مرضی سے تبدیلی نہیں کرسکتا۔ چوں کہ اردو مدوِنین میں سے زیادہ تر کا تعلق عربی اور فارسی سے ہے اور وہ براہِ راست قرآن اور حدیث کی تدوین سے متاثر ہیں کہ جس طرح قرآن کی زبان اور متن متعین ہے اس میں کوئی شخص تبدیلی نہیں کرسکتا اسی طرح اردو مدوِنین بھی اپنی طرف سے متن میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتے جبکہ انگریزی اور سنسکرت متون میں ایسی روایات موجود ہیں کیوں کہ انگریزی متون کی بنیاد زیادہ تر تراجم اور سنسکرت متون کی بنیاد دیوی دیوتاؤں کے قصوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں الفاظ کا تغیر و تبدل چل سکتا ہے لیکن اردو میں ایسی روایت نہیں ہے کیوں کہ اردو تدوین عربی سے متاثر ہے انگریزی، سنسکرت اور ہندی سے نہیں۔

تدوین اور دیگر علوم میں ایک بنیادی اور اہم فرق یہ ہے کہ دیگر علوم وفنون میں علم اور فن کے دائرے الگ الگ ہوتے ہیں۔ شاعر، شاعری کی فطری صلاحیت رکھتا ہے اور موزوں کلام کہتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ وہ بحور وعروض اور زبان کی باریکیوں سے واقف ہو۔ شاعری کا وجود پہلے ہے اور عروض کی ایجاد بعد کی ہے۔۔ اسی طرح گانا گانے والا فنون کی باریکیوں کو سمجھے بغیر گا سکتا ہے۔ اسی طرح دیگر علوم کی صورت حال ہے لیکن تدوین ایسا فن ہے جس کے لیے اس کا علم لازمی ہے۔ تدوینِ متن میں کوئی شخص اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ تدوین کا علم اور اس کے عناصر ونکات اور مراحل سے واقف نہ ہو۔ مخطوطہ شناسی، نسخوں کی قدر بندی، رسم الخط سے واقفیت، روشنائی اور کاغذ کی شناخت کا علم، مختاراتِ املائی، لسانیات، عہد ومعاشرت کا پس منظر، تنقیدی شعور، تصنیف وتالیف کی روایت، فارسی زبان کا علم، عہد بہ عہد زبان کی تبدیلی کا علم اس کے عناصر ہیں جن کا جاننا ضروری ہے، دیگر علوم میں پہلے فن وجود میں آتا ہے، علم اور اصول وقواعد بعد میں وجود میں آتے ہیں جب کہ تدوینِ متن کے فن میں مہارت کے لیے اس کے عناصر کا علم اور اصول وقواعد کا جاننا ضروری ہے۔ اس کے علم کے بغیر کوئی مدوِن، تدوین سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا یعنی پہلے علم اور پھر فن۔

حوالہ جات

۱۔ المنجد، کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۷۵ء، ص: ۳۲۵

۲۔ وحیدالزماں قاسمی کیرانوی، مولانا، مؤلف: القاموس الوحید، لاہور/ کراچی: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۱ء، ص: ۵۵۸

۳۔ محمد خاں اشرف، ڈاکٹر، اصطلاحات۔ تدوینِ متن، مشمولہ: تحقیق نامہ، مجلّہ شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص: ۱۰۹

۴۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، متنی تنقید، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۶ء، ص: ۲۲

۵۔ ایضاً، ص: ۲۳

۶۔ ایضاً، ص: ۲۷

۷۔ رشید حسن خاں، منشائے مصنف کا تعین، مشمولہ: تحقیق شناسی، مرتبہ: رفاقت علی شاہد، لاہور: القمر انٹر پرائزز، ص: ۲۱۸

۸۔ محمد حسن، ڈاکٹر، ادبی تحقیق کے مسائل، مشمولہ: اردو میں اصولِ تحقیق، جلد دوم، مرتبہ: ایم سلطانہ بخش، اسلام آباد: ورڈ ویژن پبلشرز، ص: ۱۲۹

۹۔ عبدالرزاق قریشی، ڈاکٹر، مبادیاتِ تحقیق، بمبئی: ادبی پبلشرز، ۱۹۶۸ء، ص: ۷۸۔۷۷

۱۰۔ انصاراللہ نظر، ڈاکٹر، تدوین کے اصول و مدارج، مشمولہ: تحقیق شناسی، محولہ بالا، ص: ۱۸۴

۱۱۔ ایضاً، ص: ۱۸۵

۱۲۔ جین، گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع سوم، ۲۰۰۳ء، ص: ۳۹۷

۱۳۔ محمد خاں اشرف، ڈاکٹر، اصطلاحات۔ تدوینِ متن، محولہ بالا، ص: ۱۰۹

۱۴۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، متنی تنقید، ص: ۳۱۔۳۰

۱۵۔ رشید حسن خاں، ادبی تحقیق۔ مسائل اور تجزیہ، لاہور: نیو ایج پبلشرز، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۱۰۔۱۰۹

۱۶۔ رشید حسن خاں، ادبی تحقیق۔ مسائل اور تجزیہ، ص: ۸۹

☆......☆......☆